قرار دیا ہے، جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے جس فکر اور مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی داغ بیل ڈالی تھی، الحمدللہ سپاہ صحابہ اسی آن بان کے ساتھ اپنے اہداف تک پہنچنے کے لیے میدان میں موجود ہے۔ قربانی دیے بغیر اعلیٰ مقاصد کا حصول ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوا کرتا ہے۔ سپاہ صحابہ کی قیادت اور کارکنان نے صحابہ کرامؓ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لیے بے شمار قربانیاں دی ہیں اور ان قربانیوں پر جماعت کو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور رحمت کی امید ہے۔ شہادت تو وہ سعادت ہے جو ہر ایک کو حاصل نہیں ہوا کرتی، اگر چہ ہر مسلمان کو تمنا ضرور ہوتی ہے۔ جنہیں نصیب ہوگئی، ان کے لیے عظمت اور پوری جماعت کے لیے سرمایہ افتخار ہے۔ ملک میں شیعہ سنی فسادات کے خاتمہ اور قیام امن کے لیے سپاہ صحابہ کی کاوشیں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ پاکستان سے بہت سے زیادہ دور بیٹھ کر اور دشمن کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر آپ نے تنقید کے نشتر چلائے ہیں۔ ایک عالم دین کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بغیر تحقیق کے کسی کے متعلق کوئی رائے قائم کرے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کے پیغام کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو سپاہ صحابہ وقتی تحریک سے باقاعدہ تنظیم کی صورت اختیار کر چکی ہے اور تنظیم سازی کے اس عمل کو نہ سمجھ کر آپ اسے حسرت ناک انجام سے دوچار سمجھ بیٹھے ہیں۔ سپاہ صحابہؓ کھلے راستوں پر چلتی ہوئی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے اور ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب یہ اپنی منزل مقصود پر پہنچے گی اور دشمنان صحابہ کو حسرت ناک انجام سے دوچار کرتے ہوئے کیفر کردار تک پہنچائے گی۔

اگر ہو سکے تو اس دینی جماعت کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں اور 'و تعاونوا علی البر و التقوی' کے حکم ربانی کے تحت ہمیں اپنے نیک مشوروں اور مفید تجاویز سے نوازتے رہیں۔ اس پر ہم آپ کے شکر گزار رہوں گے۔

(مولانا) علی شیر حیدری عفی عنہ

سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ پاکستان

(۶)

محترم جناب عمار خان ناصر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ ایمان وصحت کی بہترین حالت میں ہوں گے اور فکری بنیادوں پر علما اور دینی طبقے کی راہنمائی کے مشن کو آگے بڑھانے میں ہمہ تن مصروف ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے اور شعور کی سطح میں (پہلے سے موجود) پختگی کو پختہ تر کرے اور آپ کی (پہلے سے وجود) وسعت قلبی کو مزید بڑھائے۔ دعا ہے کہ وہ آپ کا سینہ کھول دے' آپ کا کام آپ کے لیے آسان کر دے' آپ کی زبان کی گرہ کھول دے (ابلاغ کی مزید قوت دے) تاکہ لوگ آپ کی بات کو (مزید بہتر انداز میں) سمجھ سکیں۔

'الشریعہ' ایک علمی رسالہ ہے جس پر بظاہر دیوبندی مکتبہ فکر کی چھاپ غالب نظر آتی ہے لیکن دلچسپ اور پریشان کن بات یہ ہے کہ بعض دیوبندی دوست بھی رسالے کی ''لبرل'' پالیسی کی وجہ سے اسے پسند نہیں کرتے۔ ظاہر ہے کہ ہر گروہ خود کو حق پر سمجھ کر ہی اس پر کاربند ہوتا ہے، لیکن ایک بات دینی طبقات کو اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہیے کہ ان کی دعوت یا عمل کے مختلف دائرے ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہلا دائرہ تو وہ ہے جس کے ساتھ وہ تعلق یا اتفاق رکھتے ہیں۔ وہ فطرتاً اسی دائرے میں خوش رہتے ہیں اور اپنے ''ایمان'' کو محفوظ خیال کرتے ہیں۔ دوسرا دائرہ ان افراد کا ہے جن کے نظریات یا فکر سے وہ اتفاق نہیں

رکھتے لیکن کسی نہ کسی درجے میں یا زاویے سے وہ گروہ دین کی خدمت ہی کر رہا ہوتا ہے اور اس میں خیر کا پہلو موجود ہوتا ہے۔ اُس کی فکر یا عمل کا کوئی حصہ بقول شخصے ''گمراہ کن'' یا نقصان دہ ہوسکتا ہے لیکن دعوت کے کام میں ان کے خیر اور مثبت پہلو کو نہ صرف تسلیم نہیں کیا جاتا بلکہ گروہی تعصب یا کوتاہ نظری و دلی کے پیش نظر اس سے خواہ مخواہ کی مناقشت اختیار کر لی جاتی ہے۔ تیسرا دائرہ ان لوگوں کا ہے جو غیر جانبدار یا لاعلم ہیں جبکہ چوتھا دائرہ مخالفین دعوت کا ہوتا ہے۔ ان چاروں کے بارے میں بات کرتے ہوئے ہمیں مختلف لب ولہجہ اختیار کرنا چاہیے لیکن عموماً ہم اس کی پرواہ نہیں کرتے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک اور بات یہ ہے کہ علمی گفتگو کرتے اور دلائل دیتے ہوئے زور الفاظ اور جذبات کی بجائے دلیل کے اندر ڈالنا چاہیے اور ذاتی غصہ اول تو ہونا ہی نہ چاہیے لیکن بشری کمزوری کی وجہ سے آ بھی جائے تو اسے تحریر میں نہ جھلکنا چاہیے۔ اگر اس بات کا خیال نہ رکھا جائے تو اپنے کیس کو بہتر طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی ایک مثال مارچ ۲۰۰۹ء کے شمارے میں ''جہادی تنظیموں کے تنقیدی جائزہ پر ایک نظر!'' کے عنوان سے عبدالمالک طاہر کے مضمون میں دیکھنے کو ملتی ہے جس میں موصوف حافظ محمد زبیر کے ایک مضمون کا تنقیدی جائزہ لے رہے ہیں۔ واضح رہے کہ بندہ ان دونوں افراد کو نہیں جانتا اور نہ موخر الذکر گفتگو کا مقصد کسی فریق کے موقف کو سچا یا جھوٹا ثابت کرنا ہے۔ مقصد صرف چند تکنیکی پہلوؤں کی نشاندہی ہے تاکہ بحث کو زیادہ صحت مندانہ انداز سے آگے بڑھایا جا سکے۔

مضمون نگار عبدالمالک طاہر لکھتے ہیں: ''یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ حافظ صاحب نے جہادی طبقے کے متعلق جو لب و لہجہ اختیار کیا ہے، وہ کسی طرح بھی فکر و دانش کے حلقے میں قابلِ تحسین نہیں ہے۔'' (ماہنامہ الشریعہ، مارچ ۲۰۰۹، صفحہ ۴۳)

آگے چل کر لکھتے ہیں ''... لیکن ذرا غور کریں سی این این اور بی بی سی وغیرہ (کفریہ نشریاتی اداروں) کی رپورٹنگ کو اطلاعات کہنا فاضل مضمون نگار کی جہادی طبقے پر ذاتی قسم کی مناقشت کی طرف اشارہ ہے جس کے اظہار کے لیے الشریعہ جیسے عظیم فکری پلیٹ فارم کا استعمال کرنا اخلاقی حوالے سے اچھا نہیں ہے۔ (صفحہ ۴۳، ۴۴)''

دوسرے لفظوں میں وہ کہہ رہے ہیں کہ ''فکر و دانش کے حلقے'' میں گفتگو کرتے ہوئے ''اپنے لب و لہجے'' کا خیال رکھنا چاہیے۔ بدقسمتی سے وہ خود بھی اس حلقے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے مذکورہ نصیحت کو متعدد جگہوں پر فراموش کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ بی بی سی وغیرہ کو ''کفریہ نشریاتی ادارے'' کہنا چاہیں تو شوق سے کہیں لیکن ان کی رپورٹنگ اطلاعات کے ضمرے میں تو بہر حال آتی ہے، خواہ کچھ معاملے میں وہ یک طرفہ ہی کیوں نہ ہو۔ (اس حوالے سے ہمارے دینی رسائل کی حالت ان سے کچھ زیادہ بہتر نہیں)۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مضمون نگار پر ''جہادی طبقے'' سے ''ذاتی مناقشت''، یعنی لڑائی جھگڑے کا بھی الزام عائد کیا ہے جو نہ صرف غیر ضروری ہے بلکہ اگلی کچھ بحث میں خود ان کے اپنے خلاف بھی پڑتا ہے۔ آپ کہتے ہیں:

''... غور کیجیے! یہ الفاظ جہاں مضمون نگار کی جہادی احباب کے ساتھ دیرینہ عداوت ظاہر کرتے ہیں، وہیں جناب کے جنگ و جہاد کے میدان سے عملاً بہت دور ہونے پر بھی شاہد ہیں'' (صفحہ ۴۴) اور ''... بند کمرے میں بیٹھ کر قلم کی تلوار چلا رہے ہیں، یا پھر کسی جہادی کمانڈر سے ذاتی نوعیت کے اختلافات کا شاخسانہ ہے'' (صفحہ ۴۵)

انہوں نے خود ''جہاد'' کے میدان میں ''کشتوں کے جو پشتے'' (یا پشتوں کے کشتے) لگائے، ان کا تو علم نہیں لیکن ایک بات انہوں ایسی کہی ہے جو ان کے شایانِ شان ہرگز نہیں: ''فاضل مضمون نگار اس بات کو ثابت کرنے کے لیے دماغ و قلم سمیت جسم کے دیگر حصوں کا بھی زور لگا رہے ہیں کہ روس کو شکست.... (صفحہ ۴۴)''

جسم کے دیگر حصوں کا زور لگانے والی بات ایسی ہی ہے جو بقول عبدالمالک صاحب نہ تو ''کسی طرح بھی فکر و دانش کے حلقے میں قابلِ تحسین'' ہے اور نہ اس کے لیے ''الشریعہ جیسے عظیم فکری پلیٹ فارم کا استعمال کرنا اخلاقی حوالے سے اچھا ہے''... اور مدیر محترم! آپ نے بھی ان الفاظ سے ''غض بصر'' کر کے خود عبدالمالک طاہر صاحب کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ ایسے الفاظ کو فوراً قلم زد کر دینا چاہیے تھا۔

محمد زاہد ایوبی

اسسٹنٹ ایڈیٹر، شفا نیوز اسلام آباد

(۷)

محترم المقام جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الشریعہ کا تازہ شمارہ نظر سے گزرا۔ ٹی وی چینل کے بارے میں مولانا محمد عیسیٰ منصوری صاحب کا مکتوب پڑھ کر بے حد اذیت ہوئی۔ جس انداز سے انھوں نے مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب کو نشانہ بنایا ہے، وہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ کیا اتنے بڑے عالم جو خیر سے ایک عالمی ادارے کے چیئر مین بھی ہیں، اپنی طبع کے خلاف ایک بات کو سننے کا حوصلہ بھی نہیں رکھتے؟ کیا ہمارا علمی واخلاقی بحران اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ہمارے لیڈران علمی ابحاث میں ایک دوسرے کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانے لگیں؟ کیا ہم میں دوسرے کے دلائل اور ان کا موقف سننے کا بھی حوصلہ نہیں رہا؟ مولانا سعید احمد جلال پوری نے ٹی وی کو حرام سمجھا اور اس کی حرمت پر دلائل پیش کیے۔ اگر مولانا منصوری صاحب کو اس سے اختلاف تھا تو دلائل کی زبان میں ان کا رد لکھتے، مگر جس انداز میں انھوں نے مولانا جلال پوری پر زنانہ انداز میں غصہ نکالا ہے، یہ ہرگز ان کی شان کے مناسب نہ تھا۔ ہم جیسے دیہاتی تو ہر وقت ''قوت برداشت پیدا کرو''، ''دوسرے کی بات سننے کا حوصلہ پیدا کرو'' وغیرہ نصائح کی زد میں رہتے ہیں اور شدت پسندی اور بنیاد پرستی میں خوب بدنام ہیں، مگر مولانا منصوری جیسے روشن خیال اور جدت پسند عالم کا ایک علمی مضمون پڑھ کر آپے سے باہر ہو جانا انتہائی تعجب خیز امر ہے۔ مولانا کو اپنی اس نازیبا تنقید پر مولانا جلال پوری سے معافی مانگنی چاہیے۔

قاری محمد رمضان۔ خان پور

مدیر 'الشریعہ' کا دورۂ سوات

'الشریعہ' کے مدیر حافظ محمد عمار خان ناصر کو صوبہ سرحد کے محکمہ قانون کی دعوت پر جج صاحبان اور پشاور ہائیکورٹ کے اعلیٰ افسران کے ایک وفد کے ہمراہ ۱۰ اور ۱۱ مارچ ۲۰۰۹ کو مینگورہ کے سفر کا موقع ملا۔ سوات میں نفاذ شریعت کی تحریک کے پس منظر و پیش منظر اور عملی سوالات ومشکلات کے حوالے سے مدیر 'الشریعہ' کے تجزیاتی تاثرات آئندہ شمارے میں شامل اشاعت کیے جائیں گے۔ (ادارہ)